2903

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

سورۃ النجم ۵۳

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝١ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝٢ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝٣
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝٤ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝٥ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝٦ وَهُوَ
بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝٩ فَأَوْحَىٰ
إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝١١ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝١٢
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ۝١٤ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۝١٥
إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ۝١٧ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ
رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝١٨ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ۝١٩ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ۝٢٠
أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۝٢١ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ۝٢٢

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے ۝١ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے
۝٢ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۝٣ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے ۝٤ انہیں سکھایا
سخت قوتوں والے طاقتور نے ۝٥ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا ۝٦ اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند
کنارہ پر تھا ۝٧ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا ۝٨ تو اس جلوہ اور اس محبوب میں دو ہاتھ
کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ۝٩ اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی ۝١٠ دل نے جھوٹ نہ کہا
جو دیکھا ۝١١ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو ۝١٢ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا ۝١٣
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ۝١٤ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے ۝١٥ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ۝١٦
آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی ۝١٧ بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ۝١٨ تو کیا تم
نے دیکھا لات و عزیٰ ۝١٩ اور اس تیسری منات کو ۝٢٠ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی ۝٢١ جب تو یہ سخت
بھونڈی تقسیم ہے ۝٢٢

(پارہ ۲۷ سورہ نجم ۵۳/۱ تا ۲۲ * ت ب ک)

سورۃ النجم قرآن مجید کا ۵۳ واں سورہ ہے ۔ اس سورۃ کے پہلے کلمہ سے یہ سورہ موسوم ہے ۔ اس میں
تین رکوعات اور باسٹھ ۶۲ آیات ہیں ۔ یہ سورۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ۔ اس کے مدنی ہونے کا قول صحیح نہیں ہے ۔

یہ اولیں سورۃ ہے جسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ مکرمہ میں مجمع عام میں علانیہ پڑھ کر سنایا اور آخری (آیت کی) تلاوت کے بعد سجدہ ریز ہوئے تو سارے لوگ حضور کے ساتھ سجدے میں گر گئے۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ النجم سے مراد ذاتِ پاک مصطفیٰ علیہ الطیب التحیۃ والثنا ہے إِذَا هَوٰى سے مراد حضور کا شبِ معراج وہاں تک عروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (روح المعانی)

۲۔ صَاحِبُكُمْ سے مراد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں معنٰی یہ ہیں کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی طریقِ حق و ہدایت سے عدول نہ کیا ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے آپ کے دامن عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضور ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقاد فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا

۳۔ " اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے " یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیوں کہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں

۴۔ " وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے " جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے اور اس میں حضور کے خلق عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے نفس کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کردے (کبیر) اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلی ربانی کا یہ استیلاء تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے (روح البیان) *

۵۔ " انہیں " یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو * " سکھایا " جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمایا اور اس تعلیم سے مراد قلب مبارک تک پہنچا دینا ہے * بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبرئیل ہیں اور سکھانے سے مراد تعلیم الٰہی سکھانا یعنی وحی الٰہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ " شَدِیدُ الْقُوٰی ذُو مِرَّة " سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ) سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے واسطہ تعلیم فرمائی۔

۶۔ عام مفسرین نے " فَاسْتَوٰی " کا فاعل بھی حضرت جبرئیل کو قرار دیا ہے اور یہ معنی لئے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین

اپنی اصلی صورت میں قائم ہوئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے التجا کی ان کو اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبرئیل جانب مشرق میں حضور ﷺ کے سامنے نمودار ہوئے اور ان کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی انسان نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخرالدین رازیؒ کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبرئیل کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد "فاستویٰ" سے رسول اللہ ﷺ کا مکان عالی اور منزلت رفیعہ میں استویٰ فرمانا ہے

۷۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال حضور انور ﷺ کا ہے کہ آپ افق اعلیٰ یعنی فوق سماوات میں تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا یا پہاڑ پر چاند دیکھا اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا بلکہ دیکھنے والا چھت پر یا پہاڑ پر تھا۔ اسی طرح یہاں یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ فوق سماوات پر پہنچے تو تجلی ربانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی (کنزالایمان حاشیہ)

۸۔ "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا" اس کے معنی میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیل کا حضور اقدس ﷺ سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت دکھا دینے کے بعد حضور ﷺ کے قرب میں حاضر ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ حضور انور ﷺ حضرت حق کے قرب سے مشرف ہوئے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے * "پھر خوب اتر آیا" اس میں بھی چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور ﷺ کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں بار یاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ سے قریب ہوا اور اس میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ کہ حضور ﷺ پاک نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر سجدہ اطاعت ادا کیا (روح البیان) بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبار رب العزت (خازن) (ایضاً)

۹۔ یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباب میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی

2906

۱۰ - اکثر علماء و مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی فرمائی (جلالین) حضرت جعفر صادقؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی۔ یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ اللہ اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا (روح البیان) علماء نے یہ بھی کہا کہ اس شب میں جو آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے ایک تو علم شرائع و احکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے اور دوسرے معارف الٰہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں تیسرے حقائق و نتائج علوم ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تعلیم کئے جاتے ہیں اور ایک قسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمل نہیں کر سکتا۔

۱۱ - "دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا" آنکھ نے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا معنی یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی۔ اب یہ بات کہ کیا دیکھا بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت جبرئیل کو دیکھا۔ لیکن مذہب صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا اور یہ دیکھنا کس طرح تھا چشم سر سے یا چشم دل سے اس میں مفسرین کے دو قول پائے جاتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضور انورؐ نے رب العزت کو اپنے قلب مبارک سے دوبار دیکھا (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ نے رب عزوجل کو حقیقۃً چشم مبارک سے دیکھا یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن و عکرمہ کا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلت اور حضرت موسیٰؑ کو کلام اور حضور اکرمؐ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔ کعب نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے دو بار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دیکھا۔ (ترمذی) لیکن حضرت عائشہؓ نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبرئیل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ (حضور اکرم) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا (اور) سند میں "لا تدرکہ الابصار" تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابل لحاظ ہیں ایک یہ کہ حضرت عائشہؓ کا قول

2907

نفی ہی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا اثبات رویت ہے اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ نافی کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا نہیں اور مثبت اثبات اس لئے کرتا ہے کہ اس نے سنا اور جانا تو علم مثبت کے پاس ہے علاوہ بریں حضرت عائشہؓ نے یہ کلام حضور سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط پر اعتماد فرمایا۔ یہ حضرت عائشہؓ کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے نہ رویت کی۔ مسئلہ: صحیح یہ ہے کہ رسول اللہؐ دیدار الٰہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیث مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ جو بحر الامۃ ہیں وہ بھی اسی پر ہیں۔ مسلم کی حدیث "رأیت ربی بعینی و بقلبی" میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔ حضرت حسن بصریؒ قسم کھاتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں حدیث حضرت ابن عباسؓ کا قائل ہوں حضورؐ نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا اس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہو گیا۔

۱۲۔ "تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو" یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شب معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔

۱۳۔ "اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا" کیونکہ تخفیف کی درخواستوں کے لئے چند بار عروج و نزول ہوا۔ * حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدسؐ نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دو بار دیکھا۔ اور انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور نے اپنے رب عزوجل کو آنکھ سے دیکھا۔

۱۴۔ "سدرۃ المنتہیٰ کے پاس"۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتوں آسمانوں میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواح شہداء و اتقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے

۱۵۔ "اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔"

۱۶۔ "جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا" یعنی ملائکہ اور انوار

۱۷۔ "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی" اس میں آقائے دوجہاںؐ کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت قدم رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس

2908

بہرہ اندوز ہوئے۔ دیکھنے یا بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے نہ حضور کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت
موسیٰؑ کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے

۱۸۔ "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں" یعنی شب معراج رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عجائب ملک و ملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث
اختصام ملائکہ میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے (روح البیان) (کنز الایمان [illegible])

۱۹۔ خداوند ذوالجلال کی صفات کمال کے بیان کے بعد اب مشرکین کو زجر و توبیخ کی جا رہی ہے کہ
بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس حی و قیوم اور قادر و حکیم اللہ کو چھوڑ کر تم بے جان مجسموں کی
پرستش میں اپنی عمریں برباد کر رہے ہو ✱ قتادہ کہتے ہیں کہ لات قبیلہ ثقیف کا بت تھا جس کا
استھان طائف میں تھا۔ عزیٰ کا مندر سوق عکاظ کے قریب وادی نخلہ میں حراض نامی ایک
بستی میں تھا بنو غطفان اس کی پرستش کرتے تھے

۲۰۔ مناۃ کا مندر قدید کے مقام پر تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے آباد ہے
یثرب کے اوس اور خزرج کے علاوہ بنو خزاعہ بھی اس کے بہت معتقد تھے

۲۱۔ مشرکین کو کہا جا رہا ہے کہ تمہاری حماقت کی بھی کوئی حد ہے اپنے لئے تم لڑکے پسند کرتے ہو۔ کسی کے
گھر میں بچی پیدا ہوتی ہے تو اس کے باپ صف ماتم بچھ جاتی ہے اور جو خالق کائنات ہے جسے نہ
بیٹے بیٹیوں کی ضرورت ہے نہ خواہش ہے جو بے نیاز ہے اور برتر ہے اس کے لئے نری بیٹیاں تجویز کرتے ہو

۲۲۔ "یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے" تمہاری یہ تقسیم عدل و انصاف سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتی
عقل و خرد بھی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم بڑے دانا اور زیرک ہو بڑے
عادل اور منصف ہو لیکن تمہاری زبان سے باتیں ایسی نکلتی ہیں جن کو سن کر فکر سلیم سر پیٹ لیتی
ہے اور عقل رو پڑتی ہے۔ (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے ۞ اَلنَّجم : ستارہ ۞ ھَوٰی : گر پڑا ۞ ضَلَّ : گمراہ ہوا، بہکا ۞ غویٰ :
بہک جانا ۞ یَنْطِقُ : وہ نہیں بات کرتا ہے ۞ الھَوٰی : ناجائز نفسانی خواہش ۞ الوحی : وہ
کلام خفی جو فوراً سمجھ لیا جاتا ہے (بیضاوی) ۞ القوٰی : طاقتیں ۞ ذو : والا، صاحب ۞ مِرَّۃ : ایک بار ۞

2909

اِسْتَوٰی : اس نے قصد کیا، اس نے قرار پکڑا ۝ اُفُق : کنارۂ آسمان ۝ دَنٰی : وہ نزدیک ہوا ۝
تَدَلّٰی : وہ اتر آیا ۝ قَابَ : اندازہ، مقدار، کمان کے قبضہ سے نوک تک کا فاصلہ یعنی آدھی کمان کی لمبائی ۝
قَوْسَیْنِ : دو کمانیں ۝ اَدْنٰی : زیادہ نزدیک، زیادہ کم ۝ اَوْحٰی : اس نے وحی بھیجی ۝ الْفُؤَادُ : دل ۝
رَاٰی : اس نے دیکھا ۝ تُمٰرُوْنَهٗ : تم اس سے جھگڑتے ہو ۝ نَزْلَةً : ایک مرتبہ اترنا ۝ اُخْرٰی :
دوسری، پچھلی ۝ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی : پرے حد کی بیری ۝ الْمَاْوٰی : قیام کرنا، ٹھہرنا، سکونت پذیر ہونا،
مقام سکونت ۝ یَغْشٰی : وہ چھائی ہوئی تھی ۝ زَاغَ : وہ بہکا، وہ کج ہوا ۝ طَغٰی : وہ حد سے
نکل گیا ۝ قِسْمَةٌ : حصہ بانٹنا ۝ ضِیْزٰی : بہت بھونڈا، بہت ناقص ۝ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی چہرہ اور علمی ضیاء سے روشنی حاصل کی جاتی ہے ۝
صوت اور حروف سے رہنا مخلوق کا خاصہ ہے ۝ عالم مثال اجسام وارواح کے درمیان ایک عالم ہے ۝
جہاں ملکوت کی رسائی ہوتی ہے وہاں سے نبوت (کی قوت) کی استعداد ہوتی ہے ۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا "میری زبان سے حق بات کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں نکلتی" (مسند امام احمد) ۝ "غنی کے
لئے صدقہ لینا جائز نہیں اور نہ قوت والے تندرست پر" (   ) ۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وجود حقانی پر متحقق ہو کر چشم حقیقت بین سے جس کے آگے کوئی حاجب نہیں اللہ تعالیٰ کو عیاناً دیکھا ۝
مسلم، ترمذی وغیرہ نے روایت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کو دو بار دیکھا۔ احمد وغیرہ محدثین نے
بسند صحیح اس بات کو ثابت کیا ہے ۝

إِنْ هِيَ إِلَّآ أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ ۚ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ
رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝٢٣ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝٢٤ فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَالْأُوْلٰى ۝٢٥
وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ
يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝٢٦ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ
الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى ۝٢٧ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ
وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝٢٨ فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ
يُرِدْ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝٢٩ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝٣٠

نہیں ہیں یہ مگر محض نام جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے
بارے میں کوئی سند نہیں پیروی کر رہے ہیں یہ لوگ مگر گمان کی اور جو ان کے نفس چاہتے ہیں حالانکہ
آئی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت ۝٢٣ کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا
کرتا ہے ۝٢٤ پس اللہ کے دست قدرت میں ہے آخرت اور دنیا ۝٢٥ ع اور کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں جن کی
شفاعت کسی کے کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے ۝٢٦
بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں ۝٢٧ حالانکہ
انھیں اس کا کچھ علم ہی نہیں وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کسی کام نہیں
آسکتا ۝٢٨ پس آپ رخ اور بعید لیجئے اس (بد نصیب) سے جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی
کی اور نہیں خواہش رکھا مگر دنیوی زندگی کی ۝٢٩ یہ ہے ان کا مبلغ علم بے شک آپ کا رب ہی
خوب جانتا ہے جو بھٹک گیا اس راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ راست پائی ۝٣٠

(پارہ ٢٧/ سورہ النجم ٥٣/ ٢٣تا٣٠ * ت: ض)

٢٣۔ ان بتوں کا نام الٰہ اور معبود تم نے اور تمہارے باپ دادا نے بالکل بیجا اور غلط طور پر
رکھ لیا ہے نہ یہ حقیقت میں الٰہ ہیں نہ معبود * ان بتوں کا پوجنا عقل و علم و تعلیم الٰہی کے خلاف
اتباع نفس و ہوا اور وہم پرستی کی بناء پر ہے * کتاب الٰہی اور خدا کے رسول جنھوں نے صراحت

کے ساتھ بار بار بتایا کہ بت معبود نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں

۲۴۔ "کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے" یعنی کافر جو بتوں کے ساتھ جھوٹی امیدیں رکھتے ہیں کہ وہ ان کے کام آئیں گے یہ امیدیں باطل ہیں۔

۲۵۔ "تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے"۔ جسے چاہے دے اسی کی عبادت کرنا اور اسی کو راضی رکھنا کام آئے گا۔

۲۶۔ "اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے" یعنی ملائکہ باوجودیکہ بارگاہ الٰہی میں قرب و منزلت رکھتے ہیں بعد اذن صرف اسی کے لئے شفاعت کریں گے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو یعنی مومن موحد کے لئے تو بتوں سے شفاعت کی امید رکھنا نہایت باطل ہے کہ نہ انہیں بارگاہ حق میں قرب حاصل نہ کفار شفاعت کے اہل۔ (کنزالایمان)

۲۷۔ "بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سا رکھتے ہیں"۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھے ہوئے تھے اس آیت میں انکا بیان ہے

۲۸۔ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابل ظن و تخمین حق نہیں بلکہ باطل ہے جیسے شیطان کا ظن حکم الٰہی کے مقابلہ میں اس کی ہلاکت کا باعث ہوا اور اگر ظن قیاس نص کے موافق ہو بالکل حق ہے

۲۹۔ [illegible] اے محبوب۔ مشرکوں سے بے توجہ اور بے تعلق ہو جاؤ معلوم ہوا کہ حضور مومن سے کبھی بے توجہ اور بے تعلق نہیں ہوتے اگرچہ وہ گنہگار ہو * مشرکین نہ آخرت مانتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کرتے ہیں ان کی ہر کوشش دنیا کے لئے ہے ان کی بیماری لاعلاج ہے ان کے علاج کی کوشش نہ کرو۔

۳۰۔ معلوم ہوا کہ ایک ہی عمل کی جزائیں مختلف ہوں گی جیسی نیت ویسی جزاء۔ (نورالعرفان)

لغوی اشارے ○ سَمَّيْتُمُوْهَا : تم نے ان کا نام رکھ لیا ہے ○ سُلْطٰنٍ : زور، قوت، برہان، سند ○ ظَنَّ : اس نے اٹکل کی، گمان ○ تَهْوٰى : وہ خواہش کرتی ہے ○ تَمَنّٰى : اس نے خیال باندھا، اس نے آرزو کی ○ تُغْنِيْ : وہ کام آتی ہے ○ تَوَلّٰى : اس نے منہ موڑا ○ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ۞ نام رکھنے کا حق اسم اور مسمیٰ کا درمیان نسبت کا ہونا لازمی ہے ۞ اضافی نام کے صرف نام ہی نام ہیں۔ اسماء سمعیات سے خالی ہیں ۞ کئی ایسے ہوتے ہیں جو صرف وہم سے مار کھا جاتے ہیں ۞ حق تعالیٰ اشکال اور تمثال سے منزہ ہے ۞ جاہلوں کی صحبت سے بچنا دانشمندی ہے ۞ اللہ کی طرف سے اسباب و توجیہات ہدایت آتے ہیں ۞ ہدیٰ ھویٰ کی نقیض ہے ہدیٰ کی اتباع ضروری ہے ۞ ہوا پرست وہ ہوتا ہے جو خواہشات نفس نہ ترک کرتا ہے ۞ فرشتوں کو کفار کی شفاعت کی اجازت نہیں ہو گی ۞ تقلید مسائل و احکام شرعیہ میں ہوتا ہے اعتقادیات میں نہیں ۞ خیال کشف میں اصابت و خطا دونوں کا احتمال ہوتا ہے ۞ جو اللہ تعالیٰ سے دور کرے وہ چیز منحوس اور اس پر لعنت کرنا مباح ہے ۞ وہ شے جو اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور عبادت میں معاون ہو ممدوح ہے ۞ شر کا ارتکاب مکلف کرتا ہے ۞

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لا لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا
وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ ۳۱ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
اِلَّا اللَّمَمَ ط اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ط هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ
الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ج فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط هُوَ
اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ ۳۲ ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ ۳۳ لا وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ ۳۴ اَعِنْدَهٗ
عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ ۳۵ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ ۳۶ لا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ ۳۷ لا
اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ ۳۸ لا وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ ۳۹ لا وَاَنَّ سَعْيَهٗ
سَوْفَ يُرٰى ۝ ۴۰ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ ۴۱ لا وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ ۴۲ لا

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے تاکہ برا کرنے والوں کو ان کے کام کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نیک بدلہ دے ۝ ۳۱ ان کو جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر کچھ آلودگی بے شک آپ کے رب کی بڑی وسیع مغفرت ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب کہ تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب کہ تم اپنی ماں کے پیٹ میں بچے تھے پس اپنے آپ کو پاکیزہ نہ جتلاؤ وہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے ۝ ۳۲ بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے منہ پھیر لیا ۝ ۳۳ اور تھوڑا سا دیا اور سخت دل ہو گیا ۝ ۳۴ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے جو دیکھ رہا ہے ۝ ۳۵ کیا اس کو معلوم نہیں ہوا جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کے ۝ ۳۷ صحیفوں میں تھا ۝ ۳۶ وہ یہ کہ کوئی (آدمی) کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا ۝ ۳۸ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے ۝ ۳۹ اور یہ کہ آدمی اپنی کوشش کو جلد دیکھے گا ۝ ۴۰ پھر اس کو پورا پورا بدلہ ملے گا ۝ ۴۱ اور یہ کہ آپ کے رب کے پاس جانا ہے ۝ ۴۲ (پارہ ۲۷/ سورۃ ۵۳ النجم/ ۳۱ تا ۴۲ * ت ۔ ج)

۳۱۔ وہ ذات پاک جو گمراہ اور ہدایت یافتہ کو جانتی ہے اسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بدکاروں کو ان کی بدکاریوں کی سزا دے اور نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کی جزا دے

۳۲۔ کبائر الاثم سے مراد شرک ہے ۔ فاحشہ سے مراد زنا ہے جو بے حیائی کی انتہا ہے ۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کبیرہ گناہ سات ہیں جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے ۔ شرک باللہ ، جادو ، قتل بے گناہ ، یتیم کا مال کھانا ، سود کھانا ، میدان جنگ سے بھاگنا ، پاکدامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگانا ان کے علاوہ جو دوسرے گناہ ہیں انہیں صغیرہ گناہ کہا جاتا ہے ۔ گناہ صغیرہ پر اصرار اور شریعت کی کسی فرمان

کا استخفاف اور تحقیر کا شمار بھی کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہوں سے گریزاں رہتے ہیں اور بے حیائی کے کاموں سے دور بھاگتے ہیں "الا یہ کہ" کبھی کبھی ان سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو فوراً اس سے دامن کش ہو جاتے ہیں۔ اے محبوب! آپ کا رب انہیں اپنی مغفرت کے وسیع دامن میں پناہ دے گا۔ بے شک آپ کے رب کی مغفرت کا دامن بڑا وسیع ہے۔ ✱ بعض لوگ اپنی نیکیوں پر اترانے لگتے ہیں یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ یہ خودنمائی اور خودستائی ان کے سارے اعمال حسنہ کا بیڑا غرق کر دے گی۔ اسی لئے منع کیا جا رہا ہے کہ لوگوں پر اپنے تقویٰ اور نیکی کا رعب جمانے کی عادت ترک کر دو کیونکہ تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے جو تمہارے ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی اور پرہیزگار کون ہے۔

۳۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم کو فرماتا ہے کہ کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے حق قبول کرنے سے منہ پھیر لیا پھر دوسرے شخص کو پورا معاوضہ بھی نہ دیا۔ یہ شخص کتنا احمق ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ روز حساب کوئی شخص اس کے حصہ کا عذاب برداشت کرے گا۔ اس کے ساتھ یہ شخص کتنا بخیل ہے کہ جس مال دے کر اپنی جان بخشی کروانا تھا اس نے سودا کیا تھا وہ بھی اس نے پورا ادا نہ کیا۔ حماقت اور بخل دونوں عیب اس میں پائے جاتے ہیں۔ (یہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے)

۳۴۔ "اور تھوڑا سا مال دیا پھر کنجوسی کی"۔ "اکدیٰ" یعنی بخل کرنا کسی کی معیوبی کا کام ہونا"

۳۵۔ اس نے جو یہ خیال کر لیا کہ فلاں شخص قیامت کے روز اتنی رقم کے بدلے میں اس کا عذاب اپنے سر لے لے گا۔ کیا اس کے پاس غیب کا ایسا علم ہے جس کے باعث اس کو اپنی سودا بازی کے درست ہونے کا یقین ہو گیا ہے۔ (ضیاء القرآن)

۳۶۔ "یا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں جو موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے" صحف موسیٰ یعنی تورات کے مکتوبات میں۔

۳۷۔ اور (نیز) ابراہیمؑ کے صحیفوں میں جس نے احکام کی پوری بجا آوری کی تھی" اور ابراہیم کے صحیفوں میں "الذی وفّیٰ" یعنی اللہ کے احکام کی پوری پوری تعمیل کی تھی۔ بیٹے کو ذبح کرنے اٹھ کھڑے ہوئے اپنے رب کے پیغام خلق تک پہنچانے میں طرح طرح کی تکلیفیں لوگوں کے ہاتھوں اٹھائیں اور صبر کیا یہاں تک کہ نمرود کی آگ میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اللہ نے متعدد احکام دے کر آزمائش کی اور تمام

2915

احکام کو آپ نے پورا پورا ادا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے سلسلہ میں فرمایا کہ دن کے اول حصہ میں ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں پڑھیں۔

۳۸۔ "کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں اٹھا سکتا" "الا تزر" یعنی کسی شخص کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے لوگ مجرم کے جرم کی پاداش میں غیر مجرم کو پکڑ لیتے تھے اور اگر کسی کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا بیوی یا غلام نے قتل کیا ہو تو اس کے عوض اس شخص کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو اس حرکت سے روکا اور اللہ کا حکم پہنچایا کہ کسی کے جرم کا بار دوسرے پر نہ ڈالا جائے (تفسیر مظہری)

۳۹۔ "اور یہ کہ انسان نہ پائے گا مگر اپنی کوشش" یعنی عمل۔ مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے۔ یہ مضمون بھی صحف ابراہیم و موسیٰ کا ہے کہ ان ہی کی امتوں کے لئے خاص تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں "اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ" سے منسوخ ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہو گئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہوگا فرمایا "ہاں"۔ * بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے پہنچتا ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور اسی لئے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات کو فاتحہ سوم چہلم برسی عرس وغیرہ طاعات و صدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں یہ عمل احادیث کے بالکل مطابق ہے اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہے اور معنی یہ ہیں کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی بجز اس کے جو اس نے کی ہو کہ دنیا میں وسعت رزق یا تندرستی وغیرہ سے اس کا بدلہ دے دیا جائے گا تاکہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ باقی نہ رہے اور ایک معنی آیت کے مفسرین نے یہ بھی بیان کئے ہیں کہ آدمی بمقتضائے عدل وہی پائے گا جو اس نے کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جو چاہے عطا فرمائے اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مومن کے لئے دوسرا مومن جو نیکی کرتا ہے وہ نیکی خود اسی مومن کی شمار کی جاتی ہے جس کے لئے کی گئی کیونکہ اس کا کرنے والا مثل نائب و وکیل کے اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔

(کنزالایمان)

۴۰۔ "اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی" آخرت میں

۴۱ ۔ گناہ کے بدلہ میں زیادتی نہ کی جائے گی ۔ نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی ۔ لہٰذا یہ آیت گناہوں کی معافی اور ثواب میں زیادتی کے خلاف نہیں ۔

۴۲ ۔ آخرت میں سب کو رب کی طرف جانا ہے کسی کو خوشی خوشی کسی کو مجبوراً ۔ (نور العرفان)

لغوی اشارے ○ أَسَاءُ : اس نے برائی کی ۔ اس نے برا کیا ○ اللَّمَمَ : چھوٹے گناہ ○ وَاسِعُ : وسیع فضل والا ○ أَنشَأَكُمْ : اس نے تم کو پیدا کیا ○ أَجِنَّةٌ : بچے جو پیٹ میں ہوں ○ أَكْدَىٰ : وہ پتھر کی طرح سخت نکلا ○ وَفَّىٰ : اس نے پورا کیا ○ وَازِرَةٌ : پشت پر بوجھ اٹھانے والا نفس ○ سَعَىٰ : اس نے کوشش کی، وہ کمایا ○ سَعْيَهُ : اس کی کمائی ○ سَوْفَ : عنقریب، جلد ○ (ل ق)

تفہیمی خلاصہ ○ ہر شے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور اسی کی ملک ہے ○ ہر عمل پر کوئی نہ کوئی بدلہ ملتا ہے ○ کبائر الاثم پر عذاب مرتب ہوتا ہے ○ استغفار سے کبیرہ نہیں رہتا (ع) ○ لمم پر حد مقرر نہیں ہوا کرتی ○ حدود الٰہی کی مخالفت سے ہوتا ہے ○ سب سے بڑا گناہ شرک ہے ○ کبائر سے اجتناب پر صغیرہ معاف کر دیے جاتے ہیں ○ حب دنیا ہر گناہ کی جڑ ہے ○ توبہ ندامت کا نام ہے ○ اللہ تعالیٰ کو ہر نفس کا علم ہے ○ ترقی کے بعد تنزل سے پناہ مانگنا چاہیے ○ صبر کا کمال یہ ہے کہ اف تک نہ کی جائے ○ صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق) سنت حضرت ابراہیم ہے ○ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ان کے عمل کے ثواب کے علاوہ دوسروں کے عمل سے بھی ثواب عطا فرماتا ہے ○ تلاوت قرآن کا ثواب غیر کو بخشا جا سکتا ہے ○ تلاوت قرآن بھی بمنزلہ دعا کے ہے ○

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۝٤٣ وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ۝٤٤ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ
الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝٤٥ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ۝٤٦ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَىٰ ۝٤٧
وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۝٤٨ وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ۝٤٩ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ
عَادًا الْأُولَىٰ ۝٥٠ وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ ۝٥١ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ
أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۝٥٢ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۝٥٣ فَغَشَّاهَا مَا غَشَّىٰ ۝٥٤ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝٥٥ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۝٥٦ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝٥٧ لَيْسَ
لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝٥٨ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝٥٩ وَتَضْحَكُونَ
وَلَا تَبْكُونَ ۝٦٠ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝٦١ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝٦٢

اور یہ کہ وہ ہنساتا اور رلاتا ہے ۝٤٣ اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے ۝٤٤ اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم پیدا کرتا ہے ۝٤٥ نطفہ سے جو ڈالا جاتا ہے
۝٤٦ اور یہ کہ اسی پر لازم دوبارہ اٹھانا ہے ۝٤٧ اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا اور مفلس کرتا ہے ۝٤٨ اور یہ کہ وہی
شعریٰ کا مالک ہے ۝٤٩ اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا ۝٥٠ اور ثمود کو بھی غرض کسی کو باقی نہ رکھا ۝٥١
اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے ہی ظالم اور بڑے ہی سرکش تھے ۝٥٢
اور اسی نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا ۝٥٣ پھر ان پر چھایا جو چھایا ۝٥٤ تو تو اپنے پروردگار کی
کون کون سی نعمت پر جھگڑے گا ۝٥٥ یہ (محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی اگلے ڈر سنانے
والوں میں سے ایک ڈر سنانے والے ہیں ۝٥٦ آنے والی قریب آ پہنچی ۝٥٧ اس کو اللہ کے سوا کوئی دور نہیں
کر سکتا ۝٥٨ کیا تم اس کلام سے تعجب کرتے ہو ۝٥٩ اور ہنستے ہو روتے نہیں ۝٦٠ اور تم غفلت میں پڑے
رہتے ہو ۝٦١ تو اللہ کے آگے سجدہ کرو اور عبادت کرو ۝٦٢

(پارہ ٢٧/ سورۃ النجم ٥٣/ ٤٣ تا ٦٢ * ت: ج)

٤٣۔ جسے چاہا خوش کیا جسے چاہا غمگین کیا

٤٤۔ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا ۔ یعنی دنیا میں موت دی اور آخرت میں زندگی عطا فرمائی یا یہ معنی کہ باپ دادا کو موت دی اور ان کی اولاد کو زندگی بخشی یا یہ مراد کہ کافروں کو موت کفر سے ہلاک کیا اور ایمان داروں کو ایمانی زندگی بخشی۔ (کنزالایمان)

٤٥۔ اور اسی نے دو جوڑے بنائے نر اور مادہ ۔ انسان اور دیگر حیوانات کے۔

2918

۴۶۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ مسالہ ایک ہے مگر اس میں بننے والے ہر تن مختلف ہیں کہ ایک رحم
ایک ہی نطفہ مگر کبھی اس سے لڑکا بنتا ہے کبھی لڑکی (سبحان اللہ)

۴۷۔ چونکہ رب تعالیٰ نے قیامت میں زندہ کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے تو یہ اس کے ذمہ کرم پر لازم
ہو گیا یہ وجوب خود اس کا اپنا ہے۔

۴۸۔ امیروں کو غنا اور فقیروں کو صبر و قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور
ظاہری قناعت عطا فرمائی۔ بعض امیروں کو غنا کے ساتھ قناعت بھی دی حرص سے بچایا۔

۴۹۔ "اور یہ کہ وہ ستارہ شعریٰ کا رب ہے"

۵۰۔ "اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک کیا"۔ قوم عاد دو ہیں پہلی عاد جن کے نبی
حضرت ھود علیہ السلام تھے نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے یہ ہلاک ہوئے تیز آندھی
سے یہ عاد ابن ارم کی اولاد تھے۔ دوسری عاد موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھے جن سے
آپ نے تمام اریحا میں جنگ کی (روح)

۵۱۔ "اور ثمود کو تو کوئی باقی نہ چھوڑا"۔ یہ صالح علیہ السلام کی قوم ہے جو جبرئیلؑ کی چیخ
سے ہلاک ہوئے اس میں کوئی باقی نہ بچا صرف ان کے قصے رہ گئے۔

۵۲۔ قوم نوح قوم عاد و ثمود سے پہلے ہلاک ہو چکی تھی۔ سب سے پہلے قوم نوح غرق ہو کر ہلاک ہوئی۔
✱۔ کیونکہ انہوں نے ساڑھے نو سو برس نوح علیہ السلام کو ستایا اور انھیں اتنا دکھ دیے
کئی بار آپ کو مردہ سمجھ کر چھوڑا (روح)

۵۳۔ لوط علیہ السلام کی قوم کہ جن کی بستیوں کو حضرت جبرئیلؑ نے الٹ دیا تھا اس لئے ان
بستیوں کو "موتفکہ" کہتے ہیں

۵۴۔ "تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا"۔ ان پر اتنے پتھر برسائے کہ زمین ڈھک گئی انہیں غشا فرمایا۔

۵۵۔ "تو اے سننے والے اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں شک کرے گا"۔ اس میں مسلمانوں کے
خطاب ہے یعنی ان قوموں کو ہلاک کیا تمہیں اپنے محبوب کی غلامی نصیب کرکے دین و
دنیا کی نعمتوں سے نوازا۔

۵۶۔ "یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح"۔ یہ قرآن شریف اگلی کتابوں کی طرح

2919

ڈرانے والا ہے۔ یا یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگلے رسولوں کی طرح نذیر ہیں معلوم ہوا کہ اصل
دین میں تمام رسول برابر ہیں۔ مسائل فرعیہ میں آپس میں مختلف ہیں (نور العرفان)

۵۷۔ "قریب آنے والی قریب آ گئی" قیامت لمحہ بہ لمحہ قریب سے قریب تر ہو رہی ہے تمہاری موت
کی گھڑی بھی تیزی سے آتی جا رہی ہے۔ اس لئے لیت و لعل میں قیمتی وقت ضائع نہ کرو ابھی جو کچھ کرنا ہے کرو

۵۸۔ قیامت کو ظاہر کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جب وہ چاہے گا اس کو آشکارا کر دے گا
اللہ تعالیٰ کے سوا نہ اسے کوئی مؤخر کر سکتا ہے اور نہ مقدم کر سکتا ہے ☆

۵۹۔ "کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو" یہاں وہ تعجب مراد ہے جو کسی چیز کو ناقابل
تسلیم خیال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ کفار کو سرزنش کی جا رہی ہے کہ میرا رسول ایسی کتاب لے کر تمہارے
پاس تشریف لایا ہے جس کی ہر آیت سے ہدایت کے انوار پھوٹ رہے ہیں تمہیں تو اس کی قدر کرنی
چاہئے تھی اور اس سے محظوظ ہونا چاہئے تھا نیز اس پر ایمان لے آنا چاہئے تھا الٹے تم اس کی ہر بات پر اظہار حیرت
و تعجب کر رہے ہو گویا یہ کوئی ایسی باتیں ہیں جو تمہارے تسلیم کرنے کے قابل ہی نہیں۔

۶۰۔ تمہیں تو چاہئے تھا کہ گزشتہ برباد ہونے والی قوموں کے حالات پڑھ کر تم خوف الٰہی سے لرز اٹھتے
اور اپنی گزشتہ لغزشوں پر آنسوؤں کے دریا بہا دیتے الٹا تم بے حیاؤں کی طرح ہنس رہے ہو

۶۱۔ "اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے" حضور جب بھی قرآن کریم پڑھ کر سناتے تو وہ
گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے تاکہ یہ پاک کلام انہیں سنائی نہ دے سکے اور اس کی تاثیر سے وہ
اپنے باطل عقائد کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں

۶۲۔ یہ سورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم کعبہ میں مشرکین کے مجمع عام میں پڑھ کر سنائی
سارے حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت پڑھی تو
سجدے میں گر گئے۔ سامعین جن میں کفار و مشرکین کی بھی بہت بڑی تعداد تھی سب کے سب
سجدہ ریز ہو گئے ☆ کفار کی غفلت شعاریوں کو بیان کرنے کے بعد اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے
کہ تم عجز و نیاز سے اپنے پروردگار کی جناب میں سجدہ ریز ہو جاؤ۔ تمام باطل معبودوں کو چھوڑ کر
صرف اسی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو جو عبادت کے لائق ہے یہی معراج انسانیت ہے
یہ آیت سجدہ ہے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اکثر کے نزدیک اس آیت کی تلاوت کرنے والے اور

اسے سننے والے پر سجدہ واجب ہے۔ امام مالک کے پاس یہاں سجدہ واجب نہیں۔ اگر اس پر بھی کوئی کرے تو ٹھیک ہے تاہم امام مالک جب یہ آیت تلاوت کرتے تو خود سجدہ کیا کرتے (ضیاء القرآن)

لغوی اشارے ⊙ أَضْحَكَ: اس نے ہنسایا ⊙ أَبْكَىٰ: اس نے رلایا ⊙ تُمْنَىٰ: وہ ٹپکائی جاتی ہے ⊙ النَّشْأَةَ: پیدائش ⊙ أَغْنَىٰ: وہ کام آیا ⊙ أَقْنَىٰ: اس نے خزانہ دیا ⊙ الشِّعْرَىٰ: ایک مشہور ستارہ کا نام ⊙ أَبْقَىٰ: اس کو باقی چھوڑا ⊙ أَطْغَىٰ: بہت سرکش ⊙ الْمُؤْتَفِكَةَ: الٹی ہوئی، منقلب ⊙ أَهْوَىٰ: اس نے دے پٹکا ⊙ غَشَّىٰ: چھا گیا، چھپایا ⊙ تَتَمَارَىٰ: تو جھگڑا کرتا ہے، تو جھٹلاتا ہے ⊙ أَزِفَتِ: آپہنچی ⊙ كَاشِفَةٌ: کھولنے والی حالت یا شخصیت ⊙ سَامِدُونَ: کھیل کرنے والے، غافل ہونے والے، حیرت میں کھوئے رہنے والے ⊙ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ⊙ اللہ تعالیٰ نے ہنسانے اور رلانے کی قوت انسان میں پیدا فرمائی ⊙ اللہ تعالیٰ کے سوا مارنے اور جلانے کی قدرت کوئی نہیں رکھتا ⊙ سعادت اسی میں ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے چاہے ⊙ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اموال و اسباب کی ذخیرہ اندوزی جائز ہے ⊙ کھیتی اور جانوروں کا حفاظت کے لئے کتا رکھنا جائز ہے ⊙ عطیہ الٰہی پر شکر ضروری ہے ⊙ تعجب وہ امر ہے کہ جس کا سبب معلوم نہ ہو ⊙ حزن سرور تک پہنچاتا ہے ⊙